’’صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ‘‘ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جاری کرایا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ر فروری ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

بارش کے موسم میں گھروں میں نماز پڑھ لینا اور جمعہ کے لئے جامع مسجد میں نہ آنا اِس کی اجازت ہمیں دی گئی ہے لیکن چونکہ میرا خیال تھا کہ بعض دوست اس اجازت سے فائدہ نہیں اُٹھائیں گے اور مسجد میں پہنچ جائیں گے اس لئے میں نے سمجھا کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں اور یہاں آکر سورج کی مسکراہٹوں سے لطف اندوز بھی ہو رہا ہوں۔ اگر میری طرف سے صبح اعلان کر دیا جاتا کہ نماز جمعہ کی بجائے گھروں میں دوست نمازیں پڑھ لیں تو پھر تو اور بات تھی لیکن بہرحال جیسا کہ میرا خیال تھا کافی دوست یہاں موجود ہیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے خشیت اللہ رکھنے والی نگاہ اُس میں امتحان اور آزمائش کا پہلو بھی دیکھتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ (النّمل:۴۱) تو جہاں بھی فضل نازل ہو وہاں یہ آزمائش ہوتی ہے کہ جس فرد پر یا جس جماعت پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا وہ فرد اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے یا وہ جماعت خدا کا شکر ادا کرتی ہے یا ناشکری کی راہوں کو اختیار کرتی ہے۔ جہاں تک جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے بے شمار ایسے فضل نازل ہو رہے ہیں جو اُس کی قائم کردہ جماعتوں پر ہی نازل ہوتے ہیں اور دُنیا میں کہیں اور اس کی مثال ہمیں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے بعد اُس کی محبت اور اُس کے

عشق میں مست ہو کر اُس کی راہ میں اُسی کی عطا میں سے دینا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں اور ہم نے دیکھا کہ اس قسم کے فضل بھی خدا تعالیٰ کی قائم کردہ اِس جماعت پر بڑی کثرت سے نازل ہو رہے ہیں جو اڑھائی کروڑ روپے کا منصوبہ میں نے جماعت کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر جلسہ سالانہ کے موقع پر رکھا تھا اور میں نے اپنے رب پر توکل رکھتے ہوئے یہ اعلان بھی اُسی وقت کر دیا تھا کہ یہ پانچ کروڑ تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ غالباً گذشتہ سے پیوستہ خطبۂ جمعہ میں مَیں نے کہا تھا کہ جماعت کا وعدہ چار کروڑ روپے کے قریب قریب پہنچ گیا ہے کل جو رپورٹ مجھے ملی ہے جس کے تیار کئے جانے کے بعد لاکھوں روپے کے وعدے مجھے ملے ہیں اور جو ابھی دفتر میں نہیں پہنچے۔ جو وعدے میرے پاس آتے ہیں وہ میرے دفتر میں جاتے ہیں پھر جس دوست کو مَیں نے مقرر کیا ہوا ہے اُس کے پاس جاتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ بھی بارہ پندرہ لاکھ کے قریب ہوں گے جو ابھی تک اس میں شامل نہیں کئے گئے۔ وعدہ بھجوانے کی آخری تاریخ میں ابھی وقت باقی ہے۔ بیرونِ ملک جماعتوں میں سے ابھی بہت سی رجسٹرڈ جماعت ہائے احمدیہ ہیں جن کی طرف سے ابھی وعدے نہیں آئے۔ خود پاکستان کے بہت سے ضلعوں سے مجموعی وعدے ابھی نہیں آئے۔ انفرادی وعدے یا جو جماعتیں مختلف ضلعوں میں ہیں ان میں سے بعض کے وعدے ابھی پہنچے ہیں۔

بیرون ملک جو جماعت ہائے احمدیہ ہیں ان کے متعلق میں نے ’’رجسٹرڈ‘‘ کا لفظ عمداً بولا ہے اس لئے کہ ہمارے بہت سے نوجوانوں بلکہ بعض بڑی عمر کے لوگوں کو بھی شاید یہ علم نہ ہو یا شاید ان کے ذہن میں یہ بات مستحضر نہ ہو کہ مختلف ممالک میں جہاں جماعتیں مضبوط ہو چکی ہیں وہاں جماعتِ احمدیہ مستقل حیثیت میں ایک رجسٹرڈ جماعت ہے اور وہ صدر انجمن احمدیہ یا تحریکِ جدید انجمن احمدیہ کے اُس طرح ماتحت نہیں جس طرح وہ خلافت کے ماتحت ہیں۔ خلافت کے ماتحت تو ساری دُنیا کے مبائع احمدی ہیں کیونکہ بیعت ہی اطاعت کی ہے اور نیکیوں کی جو ترغیب دی جاتی ہے اور قربانیوں کی جو اپیل کی جاتی ہے اس میں سب اُسی طرح بشاشت کے ساتھ لبیک کہتے ہیں جس طرح کسی دوسرے ملک کے احمدی لبیک کہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے فضل سے) مثلاً انگلستان کا اپنا دستور ہے اور وہاں رجسٹرڈ جماعت ہے۔ اسی طرح

افریقہ کے ممالک اور یورپ وغیرہ میں ان کے اپنے رجسٹرڈ دستور ہیں۔ وہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے ماتحت نہیں۔ ویسے صدر انجمن احمدیہ کی اس معنی میں شاخیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری دُنیا کے لئے صدر انجمن احمدیہ کو قائم کیا تھا لیکن اس معنی میں شاخیں نہیں ہیں کہ اُن پر پاکستان کا حکم لگنے لگ جائے۔ اُن پر انگلستان ہی کا حکم لگے گا اور جہاں تک دُنیوی احکام اور قوانین کا تعلق ہے اُن پر انگلستان کے ہی احکام اور قوانین کی پابندی فرض ہے۔ جو قوانین ہیں نائیجیریا کے، نائجیریا کی جماعت پر اُن کی پابندی لازمی ہے۔ غانا، سیرالیون اور گیمبیا، جرمنی، ہالینڈ اور سوئٹزر لینڈ اور ڈنمارک وغیرہ وغیرہ درجنوں ایسے ممالک ہیں جہاں ہماری جماعتیں مضبوط ہوگئی ہیں۔ وہاں ان کا اپنا ایک دستور ہے جو وہاں اس ملک میں رجسٹرڈ ہے تو ایسی بات نہیں ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کا کوئی ریزولیوشن ان پر لاگو ہوتا ہے وہ خود اپنے فیصلے کرتے ہیں۔ ہر دستور میں جو بنیادی چیز ہے وہ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی اطاعت بالمعروف ضروری ہوگی عام نگرانی تو ہے لیکن وہ اپنے فیصلے کرتے ہیں اور بڑی بشاشت سے کرتے ہیں۔ مثلاً جلسہ سالانہ پر لنڈن کے مشنری انچارج امام بشیر رفیق صاحب یہاں تھے۔ اُن کو مَیں نے پہلے بتایا تھا کہ یہ تحریک ہو رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک کروڑ کے وعدے انگلستان کی رجسٹرڈ باڈی جماعت احمدیہ کی طرف سے میں پیش کرتا ہوں اور جس وقت میری طرف سے یہ اعلان ہوا اور ان کو اس کی اطلاع ملی تو جس طرح یہاں صدر انجمن احمدیہ ہے اس طرح جو ان کی مرکزی مجلس عاملہ ہے اُنہوں نے میٹنگ کی اور باہمی مشورہ کیا اور اُنہوں نے دو ایک روز کے اندر ہی تار کے ذریعہ مجھے یہ اطلاع دی کہ ہمیں پتہ لگا ہے کہ آپ نے یہ تحریک کی ہے اور ہم ایک کروڑ ایک لاکھ روپے کے وعدے کرتے ہیں۔ اب وہاں سے جو اطلاعات آ رہی ہیں اُن سے پتہ لگتا ہے کہ وہاں جماعتوں میں قربانی کی بڑی بشاشت پیدا ہو رہی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جو ابتدائی اڑھائی کروڑ روپے کی اپیل تھی۔ ہم کوشش کریں گے کہ وہ اڑھائی کروڑ روپیہ جماعت ہائے احمدیہ انگلستان دے دیں۔ اس کے لئے وہ کوشش کر رہے ہیں اور اس کی اطلاع انشاء اللہ مشاورت تک مجھے امید ہے آ جائے گی (یہ وعدے عملاً ۲½ کروڑ سے اوپر نکل چکے ہیں) کیونکہ اُنہوں نے اس سلسلہ میں پہلی میٹنگ

جولندن میں کی اُس میں صرف ۱۵۸ احمدی شامل ہو سکے تھے۔ وہاں تو کئی ہزار احمدی ہیں میرے خیال میں اس وقت انگلستان میں شاید دس پندرہ ہزار سے زیادہ احمدی ہوگا۔ اس میٹنگ میں ۱۵۸ احمدی تھے اس میں دو لاکھ پاؤنڈ سے اوپر یعنی ۵۰ لاکھ روپے کے وعدے ہو گئے تھے اُنہوں نے چار لاکھ پاؤنڈ کا وعدہ کیا ہے (ساڑھے تین لاکھ پاؤنڈ جمع چوہدری ظفراللہ خان صاحب کا ۵۰ ہزار پاؤنڈ کا وعدہ جواب اُنہوں نے بڑھا کر ایک لاکھ پاؤنڈ کر دیا ہے) ممکن ہے اس سے زیادہ وہاں کی جماعت دے دے۔ (وعدے ۲½ کروڑ سے اوپر نکل چکے ہیں)

بہرحال رجسٹرڈ مَیں نے اس لئے کہا کہ بعض دفعہ ہمارے احمدی دوستوں کو چونکہ علم نہیں ہوتا وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں سے صدر انجمن احمدیہ کا کوئی ریزولیوشن چلا جاتا ہے جس کی پابندی ان کو کرنی پڑتی ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ان کی اپنی ایک رجسٹرڈ انجمن ہے اور وہ صدرانجمن احمدیہ کے ماتحت نہیں بلکہ خلیفۂ وقت کے ماتحت ہے اُسی معنی میں جس معنی میں کہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان خلیفۂ وقت کے ماتحت ہے اس موضوع پر مَیں کسی وقت تفصیل سے بات کروں گا لیکن سردست چند فقروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو روحانی سلسلۂ خلافت اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق مہدی معہود کی بعثت کے بعد جاری ہوا یہ سلسلہ خلافت دُنیا کو اُمتِ واحدہ بنانے کے لئے قائم ہوا ہے اور اس سلسلہ کا کوئی خلیفہ کبھی بھی کسی علاقے کا حاکم وقت اور بادشاہ وقت نہیں بنے گا اور دُنیا کی سیاست میں خلیفۂ وقت نہیں آئے گا کیونکہ ہر ملک کی اپنی سیاست ہے اور ہر ملک کے باشندوں کے ساتھ امام وقت اور خلیفہ وقت نے پیار کرنا اُن کی ہدایت کے لئے دُعائیں کرنا ان کو مشورے دینا ان کو اپنے وجودِ روحانی کا ایک جزو بنانے کی کوشش کرنا ہے تاکہ سب مل کر ایک وجود بن جائیں۔ جیسا کہ مَیں دُنیا کے سامنے کچھ عرصہ سے اس بات کو پیش کر رہا ہوں کہ میرا (مرزا ناصر احمد نہیں بلکہ خلیفۃ المسیح الثالث کا) اور جماعت احمدیہ کا ایک ہی وجود ہے۔ ان دو میں کوئی فرق نہیں تو جو اس وقت حالات ہیں اور جو کام مہدیٔ معہود کے سپرد ہیں ان کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کی خلافت سیاست میں کبھی ملوث نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں خلافت وہ فرائض سرانجام نہیں دے سکتی جو بحیثیت

نائب مہدی علیہ السلام اُس کے سپرد کئے گئے ہیں لیکن نیکیوں کی تحریک کرنا اور جماعت میں بشاشت پیدا کرنا یہ خلیفۂ وقت پر ایک بھاری ذمہ داریاں ہے کہ وہ قربانیاں بھی لے اور بشاشت کو بھی قائم رکھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کرتا ہے اور بندہ تو کمزور ہے اور سب سے زیادہ کمزور تو خلیفہ وقت ہے کیونکہ ساری ذمہ داری اُس کے کندھوں پر ڈال دی گئیں وہ دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان ہے لیکن ذمہ داریاں تو دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کام کرتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے اُس کو جن کاموں کے کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے اُس کی اسے طاقت بھی دیتا ہے یا فرشتوں کو کہتا ہے کہ جاؤ اس کے کام کر دو۔

جماعت احمدیہ ساری دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور وہ لوگ جنہوں نے نہ کبھی خلیفۂ وقت کو دیکھا تھا نہ کبھی مرکز میں آئے تھے غلبۂ اسلام کے ساتھ ان کا عشق آپ سے کم نہیں۔ میں ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ میں گیا اور بلا مبالغہ میں کہتا ہوں کہ جتنا پیار اور محبت جماعت احمدیہ کے ساتھ اور مہدی معہود کے ساتھ اور جتنا پیار اور محبت جماعت میں مہدیٔ معہود نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیدا کیا وہ آپ لوگوں کو حاصل پیار سے کم نہیں بلکہ جو آپ میں چوٹی کا ایک گروہ ہے اُس کے پہلو بہ پہلو وہ لوگ کھڑے ہیں اور ان کے خلوص اور محبت کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ پس یہ سب کام تو فرشتے ہی کرتے ہیں۔ بہرحال اس وقت تک جو وعدے یہاں پہنچے ہیں وہ ۴٫۲۳۰۰٫۰۰۰ (چار کروڑ تیئس لاکھ) سے زیادہ ہیں اور اس میں پچھلے دو تین دن کے ایسے وعدے جو میرے دفتر میں پڑے ہیں یا کچھ ڈاک کے تھیلے جو میرے گھر میں پڑے ہیں وہ شامل نہیں ہیں میرا خیال ہے کہ وہ ملا کر یہ رقم ۴ کروڑ ۳۰ لاکھ سے اوپر چلی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ پتہ نہیں کیوں نو کروڑ کے اعداد و شمار میرے ذہن میں آتے ہیں کہ وہاں تک پہنچ جائیں گے۔ انشاء اللہ

اخلاص کچھ وضاحتیں بھی طلب کرتا ہے جتنا کوئی مخلص ہوا تنا ہی وہ ڈرتا بھی ہے تو اُن میں سے بعض وضاحتیں اس وقت میں کرنا چاہتا ہوں۔ مثلاً ایک دوست نے مجھے لکھا کہ میری عمر اس وقت ۷۷ سال ہے اور وعدوں کی ادائیگی کا پھیلاؤ پندرہ سال سے کچھ زائد عرصہ پر ہے تو بظاہر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اتنا لمبا عرصہ میں زندہ رہوں ویسے اللہ تعالیٰ فضل

کرے اور عمر دے تو اور بات ہے لیکن ستتر سال میں پندرہ جمع کریں تو ۹۲ سال ہوتے ہیں لیکن اس ملک میں تو ۷۰ یا اسّی سال بڑی عمر سمجھی جاتی ہے تو اُنہوں نے یہ سوال کیا کہ اگر مَیں پندرہ سال کا وعدہ کروں اور میری وفات ہو جائے تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ یا میری وفات کے بعد وعدہ کی وہ ذمہ داری میری اولاد پر پڑ گئی اور اس نے غفلت برتی تو کیا اس پر گناہ ہوگا حالانکہ اولاد نے تو وعدہ نہیں کیا ہوگا۔ وعدہ تو اُنہوں نے اپنا کیا ہے؟ پس ایک تو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک زندگی اور موت کا سوال ہے پانچ سالہ بچہ بلکہ ایک دن کے بچے سے بھی موت اتنی ہی قریب ہے جتنی ۷۷ سال کے بوڑھے سے قریب ہے۔ زندگی اور موت تو ہمارے اختیار میں نہیں اس لئے عام طور پر ہم اخلاص کی وجہ سے یہ ذہن میں رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا اور اتنی زندگی مل جائے گی لیکن کوئی شخص یقین نہیں رکھتا۔ ایک پَل کا یقین نہیں ہوتا تو پندرہ سال تو بے شمار پلوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن بعض ۹۰ یا ۹۵ سال کی عمر کے ہیں یا بعض ایسے مریض ہیں مثلاً ایک سِل کا مریض ہے۔ یہ بیماری ایسی ہے کہ وہ بظاہر زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا باقی اللہ تعالیٰ سب قدرتوں کا مالک ہے اُس کی قدرتوں میں تو کمی نہیں ہے لیکن بظاہر حالات خدا تعالیٰ کا جو قانون چلتا ہے وہ ڈاکٹروں کے نزدیک یہی ہے کہ ایک سِل کے مریض کو ڈاکٹر کہتے ہیں کہ چالیس سال تیری عمر ہے کئی لوگوں کی عمر ڈاکٹروں کے کہنے کے خلاف اس سے بڑھ بھی جاتی ہے یا پھر کینسر کا مریض ہے۔ یہ حالات استثنائی حالات ہیں ان صورتوں میں کہ مثلاً کینسر کا مریض ہے یا مثلاً اسّی سال عمر کا ہے اس صورت میں ایک راہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ یہ وعدہ کرے کہ مَیں اپنی آمد کے لحاظ سے سولہ سال کا یہ وعدہ کرتا ہوں اور میں یہ وضاحت کر دیتا ہوں کہ اگر کوئی دوست فوت ہو جاتے ہیں تو ان کی اولاد پر ذمہ داری نہیں پڑتی۔ دوسرے یہ کہ اگر وہ فوت ہو جاتے ہیں تو اُن پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ:۲۸۷) لیکن جو مخلص دِل ہے میرے نزدیک ایک مخلص دِل کو یہ کرنا چاہیئے کہ ہر سال کا یہ طوعی چندہ جو صد سالہ جوبلی فنڈ کا ہے وہ سال کے ابتدا میں ادا کر دے گا کیونکہ وہ اس سال میں داخل ہو گیا جس کا کچھ حصہ اس نے زندگی کے دن گذارے۔ اگر وہ سال کے بیچ میں فوت ہو جائے یا یہ ہوسکتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ اتنا میں دینا چاہتا ہوں مثلاً

ایک شخص ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میرے حالات ایسے ہیں کہ میں سو روپیہ سالانہ دے سکتا ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ سولہ سال کا چندہ (یونٹ تو سولہ سال ہے اگرچہ سولہ سال پورے تو نہیں پندرہ ہیں) مَیں سولہ سو روپیہ دے سکتا ہوں اور نیت میری یہی ہے لیکن میں وعدہ پہلے دو سال کے یونٹ کا کرتا ہوں۔ دو سو روپیہ میں اب دوں گا اور ہر سال میں وعدہ کی تاریخ کے لحاظ سے یکم تاریخ کو وعدہ کروں گا اور ادائیگی کرتا چلا جاؤں گا۔ یہ بھی ایک شکل ہے ویسے یوں ہونا چاہیئے کہ جس میں جتنی ہمت ہے آج وہ ادا کرے جو بڑی عمر کے ہیں یا سخت بیمار ہیں وہ اپنا وعدہ کریں اور سال کے شروع میں ادا کر دیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن کو اللہ تعالیٰ سولہ سال کی ادائیگی کا ہی ثواب دیدیگا کیونکہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (صحیح بخاری کتابُ بَدءُ الْوَحی) اور جو نیّت ہے اس نیت کا اخلاص انسان کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس بات کا مستحق قرار دیتا ہے کہ وہ اپنی رحمت کا دروازہ ایسے شخص پر کھولے (سوائے اس کے کہ کوئی اور مصلحت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو) اور اُسے ثواب اتنا دیدے جتنی اُس کی نیت ہے۔ پس سولہ سال کی نیت کرو اور آگے ادائیگی جس شکل میں بھی کرو ثواب تمہیں مل جائے گا۔ گناہ نہ تمہیں ہو گا نہ تمہارے وارثوں کو۔

ایک اور شکل سامنے آئی وہ یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص ہے وہ بڑا ذہین ہے اس نے بڑی ترقی کی اور ملازمت کے سلسلہ میں وہ آگے نکلا۔ دو تین ہزار روپے ماہوار اس کی تنخواہ تھی۔ یکدم اُس کو موقع مل گیا کہ وہ ورلڈ بینک یا یو این او (U.N.O) یا اس قسم کی جو بین الاقوامی تنظیمیں ہیں ان میں سے کسی میں چلا گیا ایسی تنظیمیں بہت پیسے دیتی ہیں پیسے تو وہ بہت دیتی ہیں لیکن ان کا معاہدہ ایک وقت میں دو سال کا ہوتا ہے۔ ایسے بھی متعدد آدمی ہیں میرے خیال میں ایک درجن سے زیادہ ہوں گے جو ان بین الاقوامی تنظیموں میں ہیں۔ ان کو بہت پیسے مل رہے ہیں ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم کس طرح اندازہ لگائیں اور اپنے وعدہ کی بنیاد کس آمدنی پر رکھیں اس وقت تو دو سال کے لئے ہمیں پچاس ہزار روپیہ ماہوار مل رہا ہے اور دو سال کے بعد ہمیں تین ہزار روپیہ ماہوار ملے گا۔ تو ہم اپنے وعدہ کی بنیاد پچاس ہزار روپے مہینہ پر رکھیں یا تین ہزار روپیہ ماہوار آمد پر رکھیں جس نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا اس کو مَیں نے یہی سمجھایا تھا

کہ آپ وعدہ کر دیں پچاس ہزار روپے کی بنیاد پر اور پچاس ہزار میں سے تین ہزار روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کر دیں اور دو سال کے بعد آپ کو تین ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ ملنے لگے وہ آپ اِدھر دے دیں اور گھر میں گزارے کیلئے کچھ نہ ہو اور خدا آپ کو یہ کہے کہ سارے کے سارے پیسے دے دو۔ یہ بات تو نہیں ہے پس تم پہلے کہہ دو کہ حالات کے مدنظر دو سالوں میں مَیں اتنا دوں گا اور اس کے بعد جو نئے حالات پیدا ہوں گے اس کے مطابق میں رقم کی تعیین کر دوں گا۔ یا تین ہزار جو عام آمد ہے اُس کے مطابق یہ وعدہ کرو اور ساتھ یہ کہو کہ جن سالوں میں میری آمد بڑھ جائے گی اُسی نسبت سے جو آمد اور اس موجودہ وعدہ کی ہے مَیں اپنا وعدہ بڑھا دوں گا یا اس نسبت میں کمی یا زیادتی کر دوں گا یہ کوئی ایسی تکلیف نہیں ہے جس کا حل نہ ہو۔

اِس ضمن میں اس سے ملتی جُلتی شکل یہ سامنے آتی ہے کہ ایک آدمی تین چار ہزار روپے تنخواہ پا رہا ہے اور دو سال یا پانچ سال بعد اُس نے ریٹائرڈ ہو جانا ہے پھر تو اُسے پنشن ملے گی۔ یہ سارے حالات سامنے رکھتے ہوئے آپ اپنی نیت میں اخلاص پیدا کریں تو قطعاً آپ کو کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اپنے بدلے ہوئے حالات کے مطابق خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی دیتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے آپ کے لئے کھلتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرآن کریم نے خَیر کے مقابلہ میں بڑی خیر کا وعدہ دیا ہے اور بعض جگہ تو کہہ دیا کہ اتنے گُنا زیادہ ثواب ملے گا اور بعض جگہ حد نہیں مقرر کی اور صرف یہ کہا کہ اس سے زیادہ ثواب ملے گا۔ اب زیادہ جو ہے وہ ۵۰ فیصد بھی زیادہ ہے اور پچاس کروڑ فی صد بھی زیادہ ہے یعنی ایک نیکی کے مقابلہ میں پچاس لاکھ گُنا ثواب بھی ''زیادہ'' ہے اللہ تعالیٰ نے بڑی اُمید دلائی ہے اور بڑا توکل دِل میں پیدا کیا ہے اور بڑی بشاشت دل میں پیدا کی ہے۔ اصل میں تصور یہ ہمیں دیا گیا کہ انسان کی قربانی کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا کی کوئی حد بست ہی نہیں ہے۔

اخلاص پیدا کرتے چلے جاؤ اور اُس کی رحمتوں سے حصہ لیتے چلے جاؤ۔ پس اس قسم کی تفصیل سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ خلوصِ نیت کے ساتھ جو حالات ہیں لکھ دو یا اس کے مطابق نیت کر لو۔ اللہ تعالیٰ ثواب دے گا اور اجر دے گا۔ اس کی رحمتوں کے دروازے کُھلیں

گے۔ بہرحال چار کروڑ تیس لاکھ تک ہم پہنچ چکے ہیں ابھی کچھ وقت باقی ہے اور ابھی بہت سے علاقے بھی باقی ہیں جن سے وعدہ جات آنے ہیں۔ مثلاً ایک ضلع کا مجھے علم ہے وہ کہتے ہیں ہم بیس لاکھ سے آگے نکلیں گے اور ابھی تک میرا خیال ہے سات آٹھ لاکھ سے زیادہ بحیثیت مجموعی اس ضلع کے وعدے نہیں ہوئے جو ہم تک پہنچے ہیں یہ کام تو بشاشت سے ہونے والے ہیں اور ہوں گے۔ مَیں نے بتایا تھا کہ ہمیں تو پتہ نہیں تھا ایک منصوبہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے عاجز بندوں کے ذریعہ جاری کر دیا اور پھر وہ باتیں سامنے آ گئیں جو اس منصوبہ کی متقاضی تھیں اور دل میں یہ یقین پیدا ہوا کہ جس بالا ہستی نے، قادر و توانا نے، جس کے علم میں ضرورت تھی اُس نے ہمارے دماغ میں صرف منصوبہ ڈال دیا بعد میں کہا یہ ضرورت ہے جس پر ہمیں یقین ہے کہ وہ ضرورت پوری ہوگی یعنی ہماری یہ جدوجہد کامیاب ہوگی اور ساری دُنیا اکٹھی ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کے اس منصوبہ کو ناکام بنانے کی کوشش کرے تو خود ناکام ہو جائے گی خدا تعالیٰ کا منصوبہ ناکام نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ یکم مئی ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۵)